غربت کے خاتمے میں قرض حسنہ کا کردار

Interest Free Loan: its Role in Poverty Reduction

ڈاکٹر محمد ایاز*

ڈاکٹر حافظ راؤ فرحان علی**

ABSTRACT

Poverty is a global issue, particularly, related to the developing countries. The whole world is taking measures to eradicate it. People have different types of talent to earn money. Some are skilled, some have good entrepreneurship ideas and some others are good at manual work. We find that a great number of such skilled people are suffering from lack of resources in Pakistan and therefore not properly able to exert their skills to their utmost.

Pakistan, being a developing country, is suffering from the issue of poverty. Many efforts were made for the alleviation of poverty during various regimes. Pakistan People's Party introduced the Benazir Income Support Program. The same program has been maintained by the present Muslim League (Nawaz) government, due to its so-called utility. However, the fact is that its utility is not promising, as the meager amount given to the needy ones consumes in the daily expenditures and produces no lasting good.

Contrary to this thesis of alms-giving, an anti-thesis is provided by the tradition of the Holy Prophet, Muhammad (S.A.W), which emphasizes the provision of interest-free loan. The loan without interest, can enable a person to run his or her business, according to his or her capacity and the person can become independent.

The present paper explores the prospects that how interest-free loan is more effective in removing poverty than alms-giving on a regular basis by the government.

Keywords: *Poverty; Global Issue; Developing countries; Loans*

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات زرعی یونیورسٹی پشاور

** لیکچرار، شعبہ علوم اسلامیہ، نمل یونیورسٹی، اسلام آباد

امیر و غریب کے مابین بڑھتی ہوئی خلیج، غریب کے لئے دو وقت کا نان و نفقہ، تن ڈھانپنے کو ضروری لباس اور سر چھپانے کے لئے چھت، وہ عالمی مسائل ہیں، جو چودھویں صدی کی چکا چوند ترقی کے باوجود مہذب انسانیت کا منہ چڑا رہے ہیں۔ تعلیم و صحت کی سہولیات اور دور حاضر کی ضرورتوں سے ہم آہنگ انفراسٹرکچر ابھی ثانوی ترجیحات ہیں۔ پہلے ذی روح کو اس چیز کی ضرورت ہے جس سے اس کی سانسوں کا سلسلہ جاری و ساری رہ سکے، روح کو روح پرور بنانا بعد کی بات ہے۔ یہ کرۂ انسانی جس میں سات ارب لوگ آباد ہیں، سن ۲۰۱۲ء کے اعداد و شمار کے مطابق اس میں نو سو ملین اور ۲۰۱۵ء میں تقریباً سات سو ملین افراد ایسے ہیں جن کی یومیہ آمدنی دو ڈالر بھی نہیں جس سے وہ اپنی زندگی کا پہیہ رواں رکھ سکیں (1)

یہ الگ بات ہے کہ وہ دن بھر ذروں کی خاک چھانتے، استخوان آدم پر بارِ کوہ اٹھاتے اور راتوں کو دن بنانے میں عموماً مصروف نظر آتے ہیں۔ ورلڈ بینک کی تعریف کے مطابق یہ تمام لوگ غربت کے زمرے میں آتے ہیں۔ انسانیت کو اقدارِ انسانیت سے روشناس کرانے کا عزم رکھنے والی اقوام متحدہ کی تعریفِ غربت کچھ اور ہے۔ اس کی رو سے نہ صرف یہ کی بنیادی ضروریات کی فراہمی بلکہ اس میں پسند و ناپسند کا پہلو بھی شامل ہے۔ تعلیم و صحت کی سہولیات کا ہونا بھی ضروری ہے نیز عزت نفس کا تحفظ بھی اس تعریف کا اہم عنصر ہے۔ اگر ان شرائط میں سے کوئی ایک بھی پوری نہیں ہوتی ہے تو یہ شخص غریب ہے۔(2)

مسلمان ممالک میں یہ صورتحال اور بھی ابتر بلکہ خوفناک ہے۔ یہ مسلمان دنیا جو کہ اٹھاون ممالک اور ایک اعشاریہ دو ارب نفوس پر مشتمل ہے، جسے دنیا کے بے پناہ قدرتی وسائل، وائٹ اور بلیک گولڈ معدنیات پر فخر ہے، دنیا کے نصف ارب غریبوں کا بوجھ اپنی گود میں لئے ہوئے ہے۔ عالمِ غربت کے ممالک کی جب فہرست بنائی جائے تو اخیر کی سطح کے دس ممالک، مسلمان ہیں۔ رقبے کے لحاظ سے وسیع ترانڈونیشیا میں ایک سو انیتس ملین افراد یعنی کہ بارہ کروڑ نوے لاکھ مسلمانوں کی زندگی غربت کی لکیر سے نیچے ہیں۔(3) ان میں سے بہت سوں کی لختِ جگر اور بناتِ حوا، امیر ممالک میں بطور خدامہ یعنی جھاڑو پوچا لگانے، برتنوں کو مانجھنے، معذوروں کے روٹی کپڑے سے لیکر ان کا پیشاب تک اٹھانے کی "سروسز" کے بدلے میں اپنی نسوں کو بحال رکھتی ہیں خواہ اس کے لئے عزت نفس کی قربانی ہی کیوں نہ دینا پڑے۔ دنیائے اسلام کے آبادی کے لحاظ سے دو بڑے ممالک، بنگلہ دیش اور پاکستان میں ایک سو بائیس ملین افراد یعنی بارہ کروڑ بیس لاکھ افراد کا مقدر غربت ہے۔(4) جن میں سے کچھ اپنی بقاء کی جنگ لڑتے لڑتے غیر قانونی سمندروں کی بے رحم موجوں کا

رزق بن جاتے ہیں یا پھر گردوں جیسے اپنے اہم قیمتی اعضاء کو فروخت کرکے "اشیائے ضروریہ" خرید لیتے ہیں ۔دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کے دعویدار انڈیا کی سب سے بڑی اقلیت ،یعنی مسلمان، دس کروڑ کی تعداد میں غریب ہیں۔[(5)] اسلامی ترقیاتی بینک جدہ کے اعداد و شمار اسلامی دنیا کے لئے لمحہ فکریہ ہیں جس کے چھپن ممالک میں صرف پانچ انڈونیشیا، بنگلہ دیش، پاکستان، نائجیریا اور مصر میں دنیا کے غریبوں کا تقریباً نصف ارب (پانچ سو اٹھائیس ملین) پایا جاتا ہے۔ جن کی یومیہ آمدن دو ڈالر بھی نہیں۔[(6)] وطن عزیز میں غربت کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے کہ فی کس قومی پیداوار کی بنیاد پر غریب ممالک کی درجہ بندی میں پاکستان سنتالیسویں نمبر پر ہے۔ پاکستان میں تعلیم سے محروم افراد کی تعداد چھتیس فیصد جبکہ صحت کی سہولتوں سے محروم افراد کی تعداد بتیس فیصد ہے۔ مجموعی طور پر غربت کا گراف پنتالیس اعشاریہ چھ فیصد ہے۔ براہ راست آمدنی کے اعتبار سے ملک کی بائیس فیصد آبادی یومیہ ایک ڈالر جبکہ نصف سے زائد آبادی روزانہ دو ڈالر سے بھی کم پر گزر بسر کر رہی ہے۔[(7)]

ان حالات میں اس بات کی ضرورت اشد محسوس ہوتی ہے کہ مسلمان غربت کے ناسور کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے وہ سب کچھ کر گزریں، جس کا تقاضا حالات کرتے ہوں۔ نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ غربت اور کسمپرسی کو ہی عینِ دین سمجھ لیا گیا ہے، حالانکہ دینِ فطرت، دینِ اسلام کی تعلیمات اس کے برعکس ہیں۔

قرض حسنہ امید نو

یہ بات تو ہر کس و ناکس کو معلوم ہے کہ غربت دور حاضر کا عالمی مسئلہ ہے، لیکن اس مسئلے کا حل کیونکر کیا جائے، توجہ طلب قضیہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح اس دنیا کے رنگ و بو مختلف ہیں، وہیں انسان بھی اس سے مبرا نہیں۔ کسی کے پاس ہنر ہے، تو کسی کے پاس وہ فکری صلاحیت، جس کا ایک فیصلہ تجارت و کاروبار کی کایا پلٹ دے۔ جبکہ کچھ ایسے ہیں، جن کے پاس نہ تو ہنر، نہ فکر۔ البتہ جسمانی قویٰ اس قدر مضبوط کہ پہاڑوں کی ریزگی ان کی محنت سے عبارت، لیکن مالی وسائل کا نہ ہونا وہ موڑ ہے، جس پر یہ تینوں ہاتھ جوڑے نظر آتے ہیں۔ ایسے میں ان تمام کی صلاحیتیں اسی طرح بے کار ہو جاتی ہیں، جس طرح انتہائی زرخیز زمین عدم کاشت کی وجہ سے بنجر ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ایسے تمام افراد کو مالی وسائل کی فراہمی اشد ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ماہرینِ معیشت اس امر پر متفق ہیں کہ مائیکروفائنانسنگ وہ ہتھیار ہے، جس سے سسکتی ہوئی انسانیت

کو سہارا دیا جاسکتا ہے۔مائیکروفائنانسنگ سے مراد چھوٹے پیمانے پر لوگوں کو تجارت وکاروبار کے لئے اس طرح سے مدد فراہم کرنا ہے کہ وہ گزرانِ زندگی کے قابل ہو سکیں۔افسوس بلکہ صد افسوس کہ سرمایہ دارانہ نظام معیشت میں فائنانسنگ کا سب سے معروف طریقہ سودی قرضہ جات ہیں، جس کی حرمت قرآن وسنت متفق ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا﴾[8]

ترجمہ: اللہ تعالی نے خرید وفرخت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔

اور یہ حرمت نقلی کے ساتھ کس قدر عقلی ہے کہ مغموم انسانیت کے دکھ کا مداوابھاری بھرکم شرح سود کے ساتھ ہرگز نہیں کیا جاسکتا،اس لئے کہ انسانیت کی خدمت کا تصور اور مروّجہ کاروبار۔دونوں میں بُعدِ بعید ہے۔کیا دین اسلام کے پاس سود سے ہٹ کر کوئی ایسا تصور ہے جس کے ذریعے اس معاشرتی روگ کو ختم کیا جاسکے؟جی ہاں بیسیوں طریقے ایسے ہیں،جن پر عمل پیرا ہوتے ہوئے غربت کے ناسور کو ختم کیا جاسکتا ہے۔ تاریخ اسلامی میں میں کم ازکم ابتدائی بارہ سو سال کا زمانہ بلاسود معیشت کا ہی تو ہے۔[9] جس میں مسلم معاشرے غیر سودی معیشت سے اپنی ضروریات پوری کرتے آئے ہیں۔ لیکن اس مقالے میں زیر بحث صرف ایک طریقہ ہے اور وہ ہے قرض حسنہ۔ لہٰذا اس پورے مقالے میں تمام تر گفتگو قرض حسنہ کے غربت میں خاتمے کے کردار پر محیط ہے۔جس میں درج ذیل مباحث کا احاطہ کیا گیا ہے:

مبحث اول: قرض حسنہ کی تعریف وفضیلت

مبحث دوم: قرض حسنہ کے ممکنہ ذرائع

مبحث سوم: قرض حسنہ کی حقیقی کارکردگی

قرض حسنہ کی تعریف:

"قرض" عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی "قطع کرنے" کے آتے ہیں۔قرض کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہے کہ اس میں قرض دینے والا شخص اپنے مال کو ذاتی منافع سے قطع کرکے حاجتمند کو دیتا ہے۔"حسنہ" بھی عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی اچھائی، بھلائی اور عمدگی کے آتے ہیں۔[10]اب قرض حسنہ سے مراد کسی شخص کو بلاسود اس طرح سے قرض دینا ہے کہ وہ اپنی ضروریات پورا کرنے کے بعد سرمائے کو واپس کردے۔[11]ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی[12]قرض حسنہ کی تعریف کچھ یوں کرتے ہیں:

"Lending with no obligation for the borrower more than returning the principal" (13)

ترجمہ: کسی کو اس طرح ادھار دینا کہ اس سے اصل رقم کے علاوہ کسی اضافے کا مطالبہ نہ کیا جائے۔

قرض حسنہ کی فضیلت:

احادیث میں قرض حسنہ کی بڑی فضیلت آئی ہے، جن میں سے چند ایک کا تذکرہ حسب ذیل ہے۔ حضرت انس بن مالک □ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ مَكْتُوبًا: الصَّدَقَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، وَالْقَرْضُ بِثَمَانِيَةَ عَشَرَ، فَقُلْتُ: يَا جِبْرِيلُ! مَا بَالُ الْقَرْضِ أَفْضَلُ مِنَ الصَّدَقَةِ؟ قَالَ: لِأَنَّ السَّائِلَ يَسْأَلُ وَعِنْدَهُ، وَالْمُسْتَقْرِضُ لَا يَسْتَقْرِضُ إِلَّا مِنْ حَاجَةٍ))(14)

ترجمہ: معراج کے موقع پر میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ صدقے کا ثواب دس گنا اضافے کے ساتھ دیا جاتا ہے، جبکہ قرض کا اٹھارہ گنا دیا جاتا ہے، تو میں نے جبرائیل سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ قرض کا ثواب صدقہ سے بھی زیادہ ٹھہرایا ہے؟ توانہوں نے جواب دیا کہ سائل کبھی اس حال میں مانگتا ہے کہ اس کے ساتھ کچھ ہوتا ہے، جبکہ قرض تو انتہائی ضرورت کے تحت لیا جاتا ہے۔

حدیث کا مطلب یہ ہے قرض لینے والا انتہائی ضرورت کی حالت میں قرض لیتا ہے، اور اس فکر کے ساتھ مانگتا ہے کہ کل اسے لوٹانا بھی ہو گا جبکہ سائل عموماً اس سے بے نیاز رہتا ہے۔ حضرت براء بن عازب □ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ مَنَحَ مِنْحَةَ وَرِقٍ، أَوْ مَنَحَ وَرِقًا، أَوْ هَدَى زُقَاقًا، أَوْ سَقَى لَبَنًا، كَانَ لَهُ عَدْلَ رَقَبَةٍ، أَوْ نَسَمَةٍ)) (15)

ترجمہ: جو شخص کسی کو چاندی سونا دے یا کسی کو دودھ پلادے دینے یا کسی کو مشکیزہ دے تو اس کے لئے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ہے۔

ایک دوسری روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((كُلُّ قَرْضٍ صَدَقَةٌ))(16)

ترجمہ: ہر قرض دینے پر صدقہ کا ثواب ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُقْرِضُ مُسْلِمًا قَرْضًا مَرَّتَيْنِ إِلَّا كَانَ كَصَدَقَتِهَا مَرَّةً)) (17)

ترجمہ: جب کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو دو دفعہ قرضہ دے تو یہ اس طرح ہے کہ اس نے اتنا مال ایک دفعہ صدقہ کیا۔

مبحث دوم: قرض حسنہ کے ممکنہ ذرائع

قرض حسنہ کا بنیادی مقصد معاشرے کے بے آسرا افراد کو خود کفیل بنانا ہے، جس سے وہ اپنی زندگی کا سفر بغیر کسی کی محتاجی کے جاری و ساری رکھ سکیں۔ انسانیت کی اس بے مثل خدمت کے اندرونی و خارجی، دو طرح کے ذرائع ہیں۔ اب بجائے اس کے کہ کسی دوسرے کے سامنے دست دراز کیا جائے، کیوں نہ اپنی ہی جمع پونجی کو کام میں لا کر سامان زیست کا ذریعہ بنالیا جائے۔

محسن انسانیت جناب رسول اللہ ﷺ نے اس تصور کا نہ صرف درس دیا بلکہ عملی نمونہ بھی دکھایا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کے ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگا، تو آپ ﷺ نے پوچھا تمھارے گھر میں کچھ سامان ہے؟ اس نے کہا ایک کمبل ہے جس کا ایک حصہ ہم بچھاتے ہیں اور ایک حصہ اوڑھ لیتے ہیں اور ایک پیالہ ہے جس میں ہم پیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس شخص کو یہ تمام چیزیں لانے کا حکم دیا، جس پر اس نے وہ چیزیں پیش کر دیں، آپ ﷺ نے ان کی نیلامی کرتے ہوئے فرمایا: اسے کون کتنے پر خریدے گا؟ ایک شخص نے کہا کہ میں ایک درہم پر خریدتا ہوں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کون ہے جو ایک درہم سے زیادہ دے؟ اس پر ایک آواز آئی کہ یا رسول اللہ ﷺ میں انہیں دو دراہم پر خریدتا ہوں۔ اس پر آپ ﷺ وہ اشیاء دو دراہم پر فروخت کر ڈالیں اور یہ چھوٹی سی رقم اس انصاری رضی اللہ عنہ کو دے کر فرمایا: ایک درہم سے خوراک خرید کر اپنے گھر والوں کو کھلاؤ اور دوسرے سے کلہاڑا خرید کر میرے پاس لاؤ۔ وہ کلہاڑا لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس میں دستہ ڈال کر فرمایا: جاؤ لکڑی کاٹ کر بازار میں بیچا کرو، پندرہ دن تک میں تمھیں نہ دیکھ پاؤں۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ پندرہ دن کے بعد جب وہ واپس آیا تو اس کے پاس پندرہ درہم جمع تھے۔ کچھ کے اس نے کپڑے خریدے اور کچھ سے کھانے کا سامان خریدا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تمہارے لئے کسی کے سامنے ہاتھ پھلانے سے بہت بہتر ہے (18)۔

مؤاخات مدینہ بھی ایک طرح کا خود کفالتی پروگرام تھا جس میں اجڑے بچھڑے اور تہی دست افراد کو جائیدادوں کی قربانی دے کر مستحکم کیا گیا اور یوں چند دنوں میں دیکھتے ہی دیکھتے مہاجرین کے قدم جمتے چلتے گئے اور وہ مہاجر، جن کو انصار نے سہارا دیا تھا، دوسروں کو سہارا دینے والے بن گئے۔[19]

قرض حسنہ کی فراہمی میں ریاست کا کردار:

خود کفالتی پروگرام میں سب سے اولین ذمہ داری ریاست کی ہے کہ وہ اپنے شہریوں کے دست و بازو کو مضبوط کرے۔ فلاحی ریاستیں اپنے شہریوں کی معاشی استعداد کو مستحکم بنانے کے لئے مختلف مالیاتی منصوبے ترتیب بھی دیتی ہیں۔ وطن عزیز میں وقتاً فوقتاً ایسی کوششیں حکومت کی جانب سے بھی نظر آئی ہیں مثال کے طور پر صدر ضیاء الحق نے نظام زکوٰۃ رائج کر کے محتاج لوگوں کی دادرسی کی کوشش کی۔ گذشتہ پیپلز پارٹی کی حکومت نے ۲۰۰۸ء میں غریبوں کے لئے بے نظیر انکم سپورٹ کے نام سے پروگرام کا آغاز کیا جس میں مستحق گھرانوں کو ماہانہ ایک ہزار کی امداد دی گئی۔ موجودہ حکومت نے اس پروگرام کو جاری رکھا۔ یکم جولائی ۲۰۱۳ء کو یہ رقم ۱۲۰۰ سو تک بڑھادی گئی، اور پھر یکم جولائی ۲۰۱۴ء کو یہ رقم ۱۵۰۰ روپے ماہوار کر دی گئی۔ ۲۰۰۸- ۲۰۰۹ میں اس رقم سے ایک اعشاریہ سات ملین یعنی سترہ لاکھ افراد مستفید ہوئے۔ جبکہ اکتیس دسمبر ۲۰۱۴، میں یہ تعداد سنتالیس لاکھ تک جا پہنچی۔[20] نقائص کے باوجود یہ پروگرام غربت کے خاتمے یا کمی کے لئے ایک اچھا قدم تھے۔ موجودہ حکومت نے مائیکرو فائنانسنگ کے ذریعے بھی غربت میں کمی لانے کے لئے پروگرام شروع کئے۔ مثال کے طور پر ایک اسکیم یوتھ بزنس لون کے نام سے شروع کی گئی، جس میں اکیس سے پینتالیس سال کے افراد کو بیس لاکھ تک کے قرض کی سہولت میسر تھی۔ حکومتی اعداد و شمار کے مطابق ۱۴۵.۵ ارب کی رقم نیشنل بینک کے ذریعے جبکہ ۴۳. ۱۱۸ ملین ایف۔ ڈبلیو۔ بی۔ ایل کے ذریعے قرض خواہوں میں تقسیم کی گئی۔ اس اسکیم کا مثبت پہلو یہ تھا کہ اس میں پچاس فیصد کوٹہ خواتین کے لئے رکھا گیا لیکن سب سے منفی پہلو یہ تھا کہ یہ قرض کی اسکیم سود پر مبنی تھی اور شرح سود پہلے آٹھ فیصد تھی جسے بعد میں چھ فیصد کر دیا گیا۔[21] سود کی شرح کم ہو زیادہ، بہر صورت قابل ترک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مذہبی وابستگی رکھنے والے حلقوں نے اسے دلچسپی کی نظر سے نہیں دیکھا اور یوں جو ایک اچھی کوشش تھی، بنیادی غلطی کی وجہ سے مطلوبہ نتائج حاصل نہ کر سکی۔ البتہ ایک دوسری اسکیم غیر سودی قرض کے نام سے شروع کی گئی، جس میں ۲۵ ہزار روپے تک کے قرض کی سہولت میسر تھی۔ حکومت نے اس اسکیم کے لئے ۳.۵ ارب روپے مختص کئے اور

واپسی کا دورانیہ تین سال رکھا۔ یہ رقم غیر سودی بنیادوں پر جاری کی گئی۔اس اسکیم میں ۱۶۸،۷۲۹افراد کو ۲۲۳شاخوں کے ذریعے ۳۶ اضلاع میں ۱۴۱۱ملین روپے بطور قرض تقسیم کئے گئے۔[22] یہ اسکیم کب اور کیا نتائج حاصل کرے گی؟ یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا۔ بہر حال یہ ایک عمدہ کوشش ہے جسے سراہنا ہر مسلمان کی دینی واخلاقی ذمہ داری ہے۔

ریاست کے ساتھ ساتھ اہل ایمان کی یہ انفرادی اور اجتماعی ذمہ داری ہے کہ وہ بذات خود بھی حالاتِ معاشرہ کاادراک کریں قرآن حکیم نے﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾[23] کے ذریعے مومنوں کو حکم دیاہے کہ وہ بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کیا کریں۔ بھلائی کا کام اس سے بڑھ کر کیاہو سکتاہے کہ اپنے کسی بے روزگار بھائی کو خود کفیل بنادیا جائے۔شاید یہی وجہ ہے کہ مسلم ماہرین معاشیات ہمیشہ سے اس بات پر زور دیتے رہے ہیں شخصی ضروریات اور کاروبار و تجارت کے لئے اولاً معاشرے کی ذمہ داری ہے کہ وہ محتاج افراد کو قرض حسنہ دے یا پھر صدقہ و خیرات کے ذریعے امداد کرے۔ مولانا مودودی کے بقول ایک معاشرے کی صحت مندی کا معیار یہی ہے کہ اس کے افراد اپنی اس طرح کی اخلاقی ذمہ داریوں سے آگاہ ہوں۔اگر کوئی معاشرہ اپنے ضرورت مند بھائیوں کو ضرورت کے وقت قرض نہیں دے پاتا،تو یہ صریحاً اس بات کی علامت ہے کہ اس معاشرے کی اخلاقی آب و ہوا خراب ہے ، جس کی اصلاح کی اشد ضرورت ہے۔[24]

بیسیوں نہیں بلکہ سینکڑوں کمزوریوں کے باوجود، الحمدللہ مملکت خداداد پاکستان میں ایسے مخیر حضرات کی کمی نہیں جن کی زندگیاں صدقہ و خیرات سے عبارت ہیں۔ خیرات کا سسٹم دنیا کے ۱۴۰ ممالک میں رائج ہے۔اہل پاکستان خیرات کرنے میں دنیا بھر میں پانچویں نمبر پر آتے ہیں۔ ۱۹۹۸ میں پاکستان کے باسی ۷۰ ارب روپے خیرات کرتے تھے۔ ۲۰۰۶ میں یہ رقم دگنی ہو کر ۱۵۰ارب کو جا پہنچی ہے۔[25] یہ کار خیر اہل پاکستان کے لئے کسی فخر سے کم نہیں۔ کیا ہی بہتر ہو کہ حکومت صدقات کی یہ رقم منظم بنیادوں پر قرض حسنہ کے لئے استعمال کرے۔ جس سے بے روزگاری میں خاطر خواہ کمی ہو۔

مالِ زکوۃ:

زکوۃ اسلام کا تیسرا رکن ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں تقریباً متعدد بار ہوا ہے اور اس کو نماز کے برابر اہمیت دی گئی ہے۔اسلام نے جو مال میں واجبی حقوق رکھے ہیں ان میں سے ایک زکوۃ بھی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَآتُوهُمْ مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ ﴾ (٢٦)

ترجمہ: اور ان کو اس مال میں سے دو جو اللہ تعالیٰ نے تمھیں دے رکھا ہے۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَنْفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِينَ فِيهِ فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَأَنْفَقُوا لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ﴾ (٢٧)

ترجمہ: اور جس مال میں اللہ نے تمھیں قائم مقام بنایا ہے، اس میں سے خرچ کیا کرو۔

آیت کی تفسیر میں امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:

"دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ أَصْلَ الْمُلْكِ لِلَّهِ سُبْحَانَهُ، وَأَنَّ الْعَبْدَ لَيْسَ لَهُ فِيهِ إِلَّا التَّصَرُّفُ الَّذِي يُرْضِي اللَّهَ فَيُثِيبُهُ عَلَى ذَلِكَ بِالْجَنَّةِ. فَمَنْ أَنْفَقَ مِنْهَا فِي حُقُوقِ اللَّهِ ...كَانَ لَهُ الثَّوَابُ الْجَزِيلُ وَالْأَجْرُ الْعَظِيمُ". (28)

ترجمہ: اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ مال کا حقیقی مالک صرف اللہ ہے لہٰذا انسان اس مال میں، جو اسے دیا گیا ہے، صرف وہی تصرفات کر سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب بن کر دخول جنت کا ذریعہ بن سکیں۔ پس جو شخص اس مال کو اللہ کی راہ میں خرچے گا تو یہ اس کے لئے بڑا ہی ثواب اور اجر عظیم کا باعث ہو گا۔

مال جمع کر کے اس میں سے اللہ تعالیٰ کا حق نہ دینا آخرت میں عذاب کا ذریعہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ (29)

ترجمہ: اور جو لوگ سونا چاندی جمع کر کر کے رکھتے ہیں اور اس کو اللہ راستے میں خرچ نہیں کرتے، ان کو ایک دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو۔

مسلمان دنیا کے جس جس خطے میں آباد ہیں اپنی بساطِ ایمانی کے مطابق فریضۂ زکوۃ ادا کرتے ہیں، لیکن اس فریضہ کی ادائیگی عموماً انفرادی طور پر ہوتی ہے، جو کہ ایک محمود فعل کے ہوتے ہوئے بھی معاشرے میں وہ تبدیلی نہیں لا سکی، جس کی منشا اسلام کو ہے۔ اس کی بنیادی وجہ نظامِ زکوۃ کا منظم نہ ہونا ہے۔ کاش کہ زکوۃ کا نظام منظم بنیادوں پر استوار ہوتا، تو آج حالات کچھ اور ہوتے۔ ۱۹۸۰ء میں جنرل ضیاء الحق مرحوم نے

زکوۃ کے نظام کو منظم کرنے کی کوشش بھی کی اور زکوۃ و عشر آرڈیننس کے ذریعے پالیسی کو نافذ بھی کیا گیا، جو آج تک نافذ العمل ہے، تاہم اس کا نفاذ بینکوں کے کھاتوں تک محدود رہا، بلکہ اس میں بھی چور بازاری اور بددیانتی کے بیسیوں طریقے نکل آئے۔ بہر حال یہ نظام جیسا بھی ہے، اچھی خاصی رقم زکوۃ کی مد میں اکٹھی ہوتی ہے اور غرباء کے مابین تقسیم کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر جب سے نظام زکوۃ شروع ہوا ہے، مختلف سالوں میں زکوۃ کی اچھی خاصی رقم مختلف مواقع پر تقسیم ہوئی۔ ذیل میں ایک جھلک بطور نمونہ ملاحظہ ہو:(30)

(روپے ملین میں)

سال	1980-81	1981-82	1982-83	1983-84	1984-85	1985-86	کل رقم
رقم	464.355	585.136	409.462	982.949	849.86	557.239	3849.001
سال	1986-87	1987-88	1988-89	1990-91	1991-92	1992-93	
رقم	1163.65 1	1143.04	911.917	1126.226	2157.110	1251.820	7753.764
سال	1994-95	1995-96	1996-97	1997-98	1998-99	1999-2000	
رقم	243.108	591.048	319.033	504.165	745.475	1016.160	3418.989
سال	2000-001	2001-002	2002-003				
رقم	1597.18 3	2050.930	1705.833				5353.946
کل رقم							**20375.70 0**

مال زکوۃ کا استعمال کہاں اور کیسے؟

ہماری رائے اس بارے میں یہ ہے کہ بجائے یہ کہ زکوۃ کی رقم بطور امداد دی جائے، اس رقم کو بطور قرض حسنہ استعمال کیا جائے تاکہ آج کے لینے والے ہاتھ، کل کے دینے والے بن جائیں۔ قرض حسنہ دو طرح سے دیا جا سکتا ہے ایک تو یہ کہ قرض کے طالب کو نقد رقم دے دی جائے جو کہ ایک خاص عرصے مثلاً ایک سال یا چھ مہینے کے بعد واجب الاداء ہو۔ دوسرا یہ کہ رقم کی بجائے مطلوبہ مشینری مہیا کر دی جائے اور اس کی قیمت اقساط کی صورت میں واجب الاداء ہو۔ ہماری نظر میں یہ دوسری صورت زیادہ موزوں رہے گی اس لئے کہ اس صورت میں رقم انہی مقاصد میں استعمال ہو گی، جنہیں پیش نظر رکھا گیا تھا۔ نیز اس میں ایک سہولت یہ

بھی ہو گی کہ مشینری کی خریداری جب بڑی تعداد میں کمپنی سے براہ راست کی جائے گی تو یہ سستی مل سکے گی اور ضرورتمندوں کو بازاری قیمت پر فروخت کر دی جائے گی۔اصل قیمت اور بازاری قیمت میں جو فرق ہو گا وہ کسی حد تک انتظامی اخراجات میں معین و مددگار ہو گا۔ یہ طریقہ کار سلائی مشینوں، فوٹو کاپیئر، پرنٹر، اسکینر، ڈرائی کلین کے لئے واشنگ مشینوں اور ان جیسے کاروبار کے لئے اپنایا جاسکتا ہے۔درزی کے کام کے لئے سب سے ضروری سلائی مشین اور استری ہیں۔ان دو اشیاء کے علاوہ مختلف قسم کے چھوٹے اوزار اور ساز و سامان ہے۔ان تمام اشیاء پر بیس سے پچیس ہزار کا خرچ آتا ہے اور کاروبار کا آغاز ہوتا ہے۔ایک دفعہ جب یہ کام چل پڑے تو ایک سوٹ کی سلائی متوسط علاقوں میں ۶۰۰ روپے ہے۔اگر یومیہ صرف دو سوٹ بھی سلتے رہیں تو ماہانہ آمدنی ۳۶۰۰۰ بنتی ہے۔جہاں تک اخراجات کی بات ہے تو وہ یہ ہے کہ ایک سوٹ پر زیادہ سے زیادہ ۱۰۰ روپے خرچ آتا ہے۔[31] بہر حال اخراجات اگر کچھ بڑھ بھی جائیں تب بھی اتنی آمدن بچ رہتی ہے جس سے باعزت زندگی گزاری جاسکتی ہے۔

اسلامی بینکاری پر ۱۹۶۰ء اور ۱۹۷۰ء کی دہائی میں جو لٹریچر لکھا گیا، اس میں یہ تجاویز دی گئیں کہ مذکورہ صورت میں، سامان کی فراہمی میں اگر بینکوں کو کچھ مشکلات پیش ہوں تو بینک ایسے چند اسٹورز کو منتخب کر لیں جن کے پاس مطلوبہ مشینری دستیاب ہو۔جو گاہک مطلوبہ چیز کا متمنی ہو وہ بینک سے رجوع کرے۔بینک جانچ پرکھ کرنے کے گاہک کو Approval لیٹر بنا کر دے جس کی بنیاد پر گاہک اسٹورز سے مطلوبہ سامان خرید سکے اور اس کی ادائیگی بینک کو اقساط کی صورت میں کرے۔بینک کو چاہئے کہ وہ یہ خدمات بلا معاوضہ فراہم کرے تاہم اسے یہ بھی اجازت ہے کہ ان معاملات پر اٹھنے والے حقیقی اخراجات سروس چارجز کی صورت میں بھی وصول کر سکتا ہے۔[32] لیکن یہ طریقہ صرف اس صورت میں کامیاب ہو سکتا ہے جب مرکزی بینک کمرشل بینکوں کے معاملات پر کڑی نظر رکھے تاکہ صرف اور صرف حقیقی اخراجات ہی وصول کئے جائیں ایسا نہ ہو کہ سروس چارجز کے نام سے دوبارہ سود کا چور دروازہ کھل جائے۔

بیت المال:

اسلامی ریاست میں بیت المال وہ ادارہ ہے، جو ریاست کے مالی معاملات کا ذمہ دار ہوتا ہے۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بیت المال اپنی مکمل صورت میں معرض وجود میں آیا۔یہ وہ ادارہ ہے جس میں عشر و زکوۃ، صدقات، خیرات، عطایا، لاوارث ترکے، درآمدات و برآمدات پر ٹیکس، ہنگامی ٹیکس، حکومتی

املاک کے کرائے، ملکی معدنیات، مالِ غنیمت ومالِ فئے، خراج، جزیہ، اوقاف، گم شدہ اشیاء سمیت ہمہ اقسام کی آمدن جمع کی جاتی ہیں۔ اسلامی معاشیات کا فلسفہ بیان کرنے والے افراد کی رائے یہ ہے کہ اسلامی ریاست میں قرض حسنہ کے ضرورتمندوں کو بیت المال مدد فراہم کرے۔[33] اس سلسلے میں تاریخ اسلامی کے چند ایک واقعات بھی ہمیں اعانت فراہم کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے ایک لاکھ درہم قرض لیا۔ اس وقت بیت المال کے انچارج حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے گواہوں کی موجودگی میں اس معاملے کو لکھ کر ریکارڈ محفوظ کر لیا۔ جب مدت قریب آئی تو آپ نے یہ رقم بیت المال کو واپس کر دی۔[34] حضرت عمر بن عبدالعزیز نے والی عراق عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کو حکم دیا تھا کہ بیت المال کی رقم سے حاجتمند کاشت کاروں کو قرض کی رقم دیں، تاکہ زراعت کے سلسلے میں انہیں کسی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔[35]

وطن عزیز پاکستان میں بیت المال کا ادارہ قرضہ جات تو فراہم نہیں کرتا، البتہ مختلف حوالوں سے غرباء کی امداد کرتا ہے مثلاً تھلیسمیا سے متاثرہ افراد کی مدد کرنا، لاوارث بچوں کی کفالت، وہ بچے جو تعلیمی اخراجات برداشت نہ کر سکتے ہوں، ان کی فیسوں کے اخراجات، دور دراز کے علاقوں میں دستکاری سکولوں کا قیام وغیرہ وغیرہ۔ یہ سکول ۱۹۹۵ء سے قائم کئے گئے اور اب ان کی کل تعداد ۱۵۷ ہے جن میں ضرورت مند غریب لڑکیوں کو ڈرافٹنگ، کپڑوں کی کٹائی، سلائی، بنائی، ہاتھ اور مشین کی کڑھائی اور کمپیوٹر کی مفت تربیت فراہم کی جاتی ہے۔ پندرہ سکولوں کو ترقی دے کر ان میں دفتری تکنیک کے استعمال جیسا کہ فیکس، فوٹو کاپی کرنے، پرنٹرز وغیرہ، گھریلو سجاوٹ، بیوٹیشن، کھانے پکانے کے ہنر، ٹائی اینڈ ڈائی اور گلاس پینٹنگ، کمپیوٹر کورسز کی تربیت دی جاتی ہے۔ اس وقت ۸۰۰۰ زیر تربیت طالبات اِن سکولوں سے فیض یاب ہو رہی ہیں جبکہ ۹۸۳۳۴ زیر تربیت طالبات کامیابی کے ساتھ کورسز مکمل کر چکی ہیں۔[36] آج کی دنیا میں تعلیمی قرضہ جات (Education Loans) بہت معروف ہیں اور انہیں Investment in men کہا جاتا ہے کہ آج جس طالب علم پر سرمایہ کریں گے، کل اس کا نفع ملے گا۔ مستحق طلباء کے لئے بیت المال کا یہ بندوبست بہت ہی عمدہ ہے لیکن بیت المال اگر قرض حسنہ اسکیم بھی جاری کر دے، تو یہ معاشرے کی بہت بڑی خدمت ہو گی۔

کرنٹ اکاؤنٹس:

قرض حسنہ کے لئے رقم کے بندوبست کا ایک نہایت اہم ذریعہ بینکوں کے کرنٹ اکاؤنٹس ہیں۔ بینکوں کے پاس بڑی بڑی رقمیں ان اکاؤنٹس میں جمع رہتی ہیں۔ وضح رہے کہ بینک خواہ وہ سودی ہوں یا غیر سودی، ایسے اکاؤنٹس میں جمع شدہ رقوم پر کسی قسم کا سود یا نفع ادا نہیں کرتے، بلکہ ان رقوم کا مختصر حصہ ریزروز رکھنے کے بعد بقیہ تمام رقوم کا کئی گنا قرض جاری کر دیتے ہیں۔ شاید اسی وجہ سے پروفیسر سیئرز (Prof.Sayers) اور ہارٹلے (Hartley) کہتے ہیں کہ بینک قرضے تخلیق کرتے ہیں۔[37] جو بینک عوام کی ان رقوم سے اس طرح متمتع ہوں کہ جمع شدہ رقموں پر دس سے بارہ فیصد اضافہ وصول کرتے ہوں۔ اب انہیں اخلاقی طور خود چاہیئے کہ جب معاشرے کے ضرورت مند افراد کو قرض کی ضرورت پڑے تو یہ انہیں قرض حسنہ فراہم کریں۔ رہا یہ سوال کہ بینک کے پاس تمام رقوم امانت ہوتی ہیں اور قرض حسنہ دینے کی صورت میں خطرہ ہے کہ کہیں یہ رقمیں ڈوب ہی نہ جائیں، تو اس کا حل ضمانتوں کی صورت میں موجود ہے۔ یہ شرط رکھ دی جائے کہ جو شخص قرض کا طلبگار ہو، وہ پہلے بینک کے پاس ضمانت جمع کروائے۔ فقہائے اسلام نے مالی اور شخصی دونوں طرح کی ضمانتوں کے احکام کتب فقہ میں بیان فرمائے ہیں۔ رہن مالی ضمانت ہے جس کا تذکرہ قرآن حکیم میں موجود ہے اور کفیل بنا شخصی ضمانت ہے۔ بینک دونوں طرح کی ضمانتیں وصول کرنے کے بعد قرض حسنہ جاری کر سکتے ہیں۔ اگر کوئی شخص قرض واپس نہیں کرتا، تو بینک مہلت دینے کے بعد زرِ ضمانت سے اپنی رقم وصول بھی کر سکتا ہے۔

مبحث سوم: قرض حسنہ کی حقیقی کارکردگی

درج بالا سطور میں تو اس بات کا احاطہ کیا گیا ہے کہ قرض حسنہ کن ذرائع سے حاصل کیا جا سکتا ہے؟ اور اب عملی میدان میں قرض حسنہ کے حوالے سے بحث کی جاتی ہے۔

ملائیشیا کا اسلام بینک، بینکاری کی خدمات کے ساتھ ساتھ قرض حسنہ کی سہولت بھی فراہم کرتا ہے۔ جس شخص کو قرض کی ضرورت ہوتی ہے وہ بینک سے رجوع کرتا ہے۔ بینک درخواست کا جائزہ لینے کے بعد اسے سونا یا چاندی بطور ضمانت رکھوانے کی درخواست کرتا ہے۔ جب گاہک بینک کے پاس زیور جمع کروادیتا

ہے تو بینک اس زیور کی بازاری قیمت کے ساٹھ فیصد کے برابر قرض جاری کر دیتا ہے اور زیور لاکرز میں رکھنے کے عوض چار جز وصول کرتا ہے۔اسلام بینک ۲۵ ہزار ملائیشین رنگٹ تک کی رقم بطور قرض دیتا ہے۔[38]

امداد باہمی کی تنظیمیں

قرض حسنہ کی فراہمی کا ایک اہم ذریعہ امداد باہمی کی تنظیمیں ہیں جو قرض کی فراہمی کے لئے غیر سودی بنیادوں پر قائم کی جاتی ہیں۔ڈاکٹر اوصاف احمد[39] کہتے ہیں کہ ایسی تنظیمیں نہ صرف مسلم اقلیتی بلکہ اکثریتی علاقوں میں بھی نہایت اہمیت کی حامل ہیں۔ مسلمان ماہرین معاشیات قرض حسنہ کی فراہمی کے ماڈلز میں ایسی تنظیموں کا تذکرہ ہمیشہ کرتے آئے ہیں اور ایسی تنظیمیں پاکستان سمیت مختلف ممالک میں قائم بھی ہوتی رہی ہیں لیکن جو نتائج اور کارکردگی پاکستان کی "اخوت" نے دکھائے ہیں، بنگلہ دیش کے نوبل انعام یافتہ محمد یونس[40] اور گرامین بینک بھی ان سے عاجز ہیں لہٰذا ذیل کی سطور میں ہم "اخوت" کا تذکرہ کریں گے۔

"اخوت" کا مختصر تعارف:

"اخوت" وطن عزیز پاکستان میں بلا سود قرض فراہم کرنے والی سب سے بڑی تنظیم ہے جس کا قیام ۲۰۰۱ میں ڈاکٹر امجد ثاقب[41] کے ہاتھوں عمل میں آیا جن کا تعلق ڈی۔ایم۔جی گروپ سے تھا۔یوں پیشے کے اعتبار سے وہ ایک بیوروکریٹ تھے اور پنجاب رورل سپورٹ پروگرام میں اپنی خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ انسانی ہمدردی سے سرشار ہو کر دنیا کے ناز و نعم کو لات ماری اور شب و روز اخوت کے لئے وقف کر دیئے۔ ۲۰۰۱ء میں "اخوت" کا پہلا قرض صرف دس ہزار پر مشتمل تھا، لیکن بلا سود قرض کا نظام اس قدر شفاف تھا کہ اہل ثروت اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ لہٰذا جوق در جوق کھچے چلے آئے اور یوں اخوت دن دگنی رات چگنی ترقی کرتی چلی گئی۔ دس ہزار سے اپنے سفر کا آغاز کرنے والی یہ تنظیم اپنے قیام کے دس سال بعد اس قابل ہوئی کہ ۲۰۱۰۔۱۱ میں ایک ارب روپے کے قرض لوگوں میں تقسیم کر ڈالے ۲۰۱۱۔۱۲ میں یہ حجم دوچند ہوا اور دو ارب تک جا پہنچا[42] اور آج ۲۰۱۵ میں ضرورتمندوں کے مابین تقسیم کئے گئے اس قرض کی رقم چار ارب، چوراسی کروڑ، اٹھارہ لاکھ، پچپن ہزار چار سو ستتر روپے تک پہنچ چکی ہے۔[43]

"اخوت" کی اس بلا سود بینکاری نے ان ماہرین کو ہلا کر رکھ دیا، جن کے معاشی فلسفے میں قرض اور سود کا ساتھ، دامن چولی کا ہے لہٰذا تحقیق کے میدان میں شہرہ آفاق، ہاورڈ یونیورسٹی نے ڈاکٹر امجد کو اپنے ہاں لیکچر کے لئے مدعو کیا تاکہ پوچھا جاسکے کہ آخر وہ کونسی جادو کی چھڑی ہے جو اربوں روپے کے قرض بھی دیتی

ہے، سود کا ایک آنہ وصول بھی نہیں کرتی اور ننانوے فیصد قرض بر وقت واپس بھی ہو جاتے ہیں۔ واضح رہے کہ ہاورڈ، وہ یونیورسٹی ہے جس کی بنیاد ۱۶۳۶ء میں پڑی۔ یوں نہ صرف یہ کہ ہاورڈ، قدیم یونیورسٹی ہے بلکہ اس کا شمار دنیا کے صف اول کے تعلیمی اداروں میں ہوتا ہے جس کا منہ بولتا ثبوت یہ ہے کہ پچاس سے زائد نوبل انعام یافتہ شخصیات کا تعلق ہاورڈ سے ہے۔ اس یونیورسٹی کا سالانہ بجٹ دنیا کے بائیس ممالک کے بجٹ کے برابر ہے۔ پاکستان اپنی سالانہ برآمدات سے جو زر مبادلہ کماتا ہے، اس سے زیادہ ہاورڈ اپنے کاپی رائٹس سے کما لیتی ہے۔ لہٰذا ڈاکٹر امجد کو ہاورڈ یونیورسٹی کی طرف سے لیکچر کی دعوت عالم اسلام اور بالخصوص پاکستان کے لئے کسی اعزاز سے کم نہیں۔ (44)

"اخوت" کی کامیابی کا راز:

اخوت کی کامیابی کے پیچھے صاحبانِ اخوت کا نہایت درجہ خلوص، بے پناہ قربانی، جذبہ مواخات اور دردِ انسانیت ہے۔ قرضوں کی آڑ میں اربوں کا کاروبار کرنے والوں کو یہ الفاظ سمجھ تک نہیں آتے، تو وہ ان کے فلسفے کو کیونکر جانیں؟ یہ تو صرف ان کو سمجھ آ سکتا ہے، جنہوں نے مؤاخات مدینہ کا مطالعہ کرکے اسے حرزِ جاں بنا ڈالا ہو۔ دوسرے یہ کہ اس کی کامیابی کے پیچھے یہ راز بھی مضمر ہے کہ یہ تنظیم اپنے ابتدائی سفر سے لے کر اب تک اس سادگی کو شعار بنائے ہوئے ہے جس کی تعلیم محسنِ انسانیت جناب رسول اللہ ﷺ نے دی۔ اخوت اپنے دفاتر مہنگے ترین اور پوش علاقوں میں، اعلیٰ ترین فرنیچر کے ساتھ مزین کرنے کی بجائے اپنے معاملات مساجد میں طے کرتی ہے، یوں نیک کام کے لئے نیک جگہ کا انتخاب از خود ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی شامل حال ہو جاتی ہے۔ اس وقت ملک بھر میں اخوت کی ۳۹۷ کے لگ بھگ برانچز مساجد میں ہی قائم ہیں۔ یہ مساجد اخوت کے مصارف میں کمی لاتی ہیں اور نظام کو شفاف رکھتی ہیں۔ ان کی بدولت روابط میں بہتری آتی ہے اور باہمی آہنگی کو فروغ ملتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ایسی تنظیموں کو جادوئی ترقی عطا فرمائے۔ (آمین)

سفارشات:

دور حاضر میں نہ صرف پاکستان بلکہ مسلم دنیا کو ہنگامی طور پر غربت سے چھٹکارا پانے کی ضرورت ہے اور یہ کچھ مشکل بھی نہیں اس لئے کہ یہ مسلم دنیا ہی ہے جس کے پاس دنیا بھر تیل کے ذخائر ۶۹ فیصد، تیل کی پیداواری صلاحیت ۴۱ فیصد، پٹ سن ۹۲ فیصد، ربڑ ۷۳ فیصد، گوند ۸۹ فیصد، کپاس ۳۶ فیصد، مصالحہ جات ۶۸ فیصد اور دنیا بھر کی معدنیات کا ۳۵ فیصد موجود ہے۔[45]

۱۔ پوری دنیا کی معدنیات کا ایک تہائی سے زائد ہونے کے باوجود یہ آئی۔ایم۔ایف اور ورلڈ بینک کے محتاج کیوں ہوں؟ بلکہ انہیں تو چاہئے کہ اپنا آئی۔ایم۔ایف تشکیل دیں جو مسلمان ممالک کی معیشتوں کو سنوارنے کے لئے قرض حسنہ دے تاکہ غریب ممالک کے مرکزی بینک مائیکرو فائنانسنگ کے ذریعے بلا سود قرضے نہایت آسان شرائط پر دیں اور معیشتوں میں انقلاب برپا ہو جائے۔ یہ بات مسلم ممالک کے لئے باعث شرم ہے کہ ایک طرف یہود و نصاریٰ امت مسلمہ کو تہِ تیغ کرنے کے لئے افغانستان میں ۴۰ ارب ڈالر یعنی ۲۴ کھرب روپے کا بجٹ منظور کریں، عراق پر حملے کے لئے ۱۲۴ ارب ڈالر خرچ ہوں، ان دونوں ممالک پر گولہ و بارود کی مد میں ماہانہ ۵ ارب ڈالر خرچ ہوں اور دوسری طرف مسلمان ممالک غربت کو ختم کرنے کے لئے بھی ایک دوسرے کی مدد نہ کریں۔[46]

۲۔ زکوۃ کا نظام صرف بینک اکاؤنٹس تک محدود ہے اور اس میں بھی چور بازاری کے بیسیوں راستے ہیں نیز اس کے علاوہ نظام زکوۃ کی شفافیت پر بھی عوام کا عدم اعتماد ہے۔ حکومت وقت چور بازاری کے تمام راستوں پر بند لگائے، اپنی عدم اعتمادی کو ختم کرے۔

۳۔ زکوۃ کے نظام کو نہ صرف اکاؤنٹس بلکہ تمام جائیداد پر لاگو کرے۔ اس سے جو پیسہ حاصل ہو اس سے قرض حسنہ کا بندوبست کرے اور اس قرض حسنہ میں غیر مسلموں کو بھی خصوصی طور پر شامل کیا جائے تاکہ مؤلفۃ القلوب کے ذریعے انہیں اپنے قریب کیا جائے کہ کہیں وہ دشمن کے آلہ کار نہ بن جائیں اس سے سلطنت خداداد کو داخلی اور خارجی استحکام حاصل ہوگا جو معاشی سرگرمیوں اور بالخصوص بیرونی سرمایہ کاری کے لئے نہایت ضروری ہے۔

۴۔ الیکٹرانک، پرنٹ اور سوشل میڈیا پر ایسے اشتہارات دیے جائیں جس سے عوام میں دوسروں کو خود کفیل بنانے کی ترغیب پیدا ہو۔ ایک خصوصی مہم کے تحت سنگرز اور فلم اسٹارز کی بجائے ایسے افراد کو میڈیا پر خراج تحسین پیش کرتے ہوئے بطور ہیرو کے پیش کیا جائے جنہوں نے اپنے شب و روز معاشرے کے لئے وقف کر دیے اور جن کی کوششوں کی بدولت مفلوک الحال اور بے آسرا عوام اپنے پاؤں پے کھڑے ہونے کے قابل ہوئے۔

۵۔ مرکزی بینک کی جانب سے کمرشل بینکوں کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ وہ اپنے کرنٹ اکاؤنٹس کا کم از کم بیس فی صد قرض حسنہ کے طور پر جاری کریں۔ جو بینک مرکزی بینک کی ہدایات پر عمل نہ کرے اس کو مختلف قسم کے جرمانوں سے اس پر مجبو کیا جائے۔

۶۔ اسلام نے ہر معاملے میں سادگی کی تعلیم دی ہے لیکن زیب و زینت سے بھی نہیں روکا لہذا خود کفالتی پروگرامز کی تمام اسکیموں میں اعتدال کو ملحوظ خاطر رکھا جائے وگرنہ قیمتی سرمائے کے ضیاع کے خطرات ہیں۔

۷۔ نوجوانوں کو نہ صرف یہ کہ کاروبار کے لئے روپیہ پیسہ دیا جائے بلکہ کاروبار کی مناسب تربیت بھی دی جائے۔ پنجاب کی موجودہ حکومت نے اگرچہ اس سلسلے میں ایسے پروگرام شروع کئے ہیں جن میں نہ صرف نوجوانون کو ہنر مند بنایا جاتا ہے بلکہ کورس کے آخر میں انہیں اوزار بھی فراہم کئے جاتے ہیں یہ اقدام قابل ستائش ہے لیکن واضح رہے کہ یہ پروگرام زیادہ تر "لیبر فورس" پر مشتمل ہیں نیز یہ محدود پیمانے پر ہیں۔

۸۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسے پروگرامز کا دائرہ وسیع کیا جائے اور الیکٹریشن، پلمبر، اسٹیل فکسر، کارپینٹر، ویلڈر سے آگے نکل کر گھڑی، وال کلاک، بچوں کے کھلونے اور چھوٹے پیمانے پر الیکٹرانکس کی صنعت کو فروغ دیا جائے۔

۹۔ مائیکرو فائنانسنگ میں بنگلہ دیش کے محمد یونس کو تبدیلی کی علامت تصور کیا جاتا ہے اور اقوام متحدہ ۲۰۰۶ء میں انہیں نوبل انعام بھی دے چکی ہے لیکن واضح رہے کہ محمد یونس کا گرامین بینک جو صرف غریبوں کو قرضہ دیتا ہے، چالیس فیصد سود بھی وصول کرتا ہے جبکہ وطن عزیز میں "اخوت" ضرورت مند افراد کو بلا سود قرض دیتی ہے اور اس کی ریکوری کی شرح بھی ۹۹ فیصد ہے، حکومت کو

چاہیئے کہ وہ ایسے اداروں سے بھرپور استفادہ کرے، جنہوں نے اپنے شب و روز قربان کر کے آج معاشرے میں یہ مقام پیدا کیا، بلکہ کیا ہی وسعت ظرفی ہو کہ حکومت اپنے مائیکرو فائنانسگ کے تمام پروگرام اخوت جیسی تنظیم کے حوالے کر دے، جس پر عوام اس طرح سے اعتبار کرتے ہیں کہ اربوں کے عطیات نہایت صدق دل اور بھرپور اعتماد کے ساتھ اخوت کے حوالے کر دیتے ہیں ۔

حواشی وحوالہ جات

1) Global Monitering Report,2015-16,P.1 Retrieved from www.world bank .org

2) Khan, Z. Asmatullah and Khyber. Commercial verses cooperative microfinance program: An investigation of efficiency, performance and sustainability, The Dialogue, Qurtuba university of science and I.T, Vol:5, Issue: 2,P.166

3) M. Obaidullah, Dr. *Muslim economy fighting against poverty in Islamic society*, Islamic voice, December, 2007

4) Ibid

5) Ibid

6) Ibid

7) ہیومن ڈیویلپمنٹ رپورٹ۔ ۲۰۱۴ء بحوالہ روزنامہ جنگ ۱۷ اکتوبر ۲۰۱۵، راولپنڈی

8) سورۃ البقرۃ: 275/2

9) غازی، محمود احمد، محاضرات معیشت وتجارت، الفیصل ناشران وتاجران، لاہور، پاکستان، ص: 299

10) ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر، بیروت، ۱۴۱۴ھ، ص: ۷/۲۱۷

11) طبری محمد بن جریر، جامع البیان فی تاویل القرآن، مؤسسۃ الرسالۃ طبع ۲۰۰۰، ص: ۵/۲۸۲

12) مشہور مسلم ماہر معاشیات، کنگ عبدالعزیز یونیورسٹی کے شعبہ اسلامی معاشیات کے پروفیسر اور محقق

13) Siddiqi, Mohammad Nejatullah. Riba, Bank Interest, and the Rationale of Its Prohibition, Islamic Development Bank, Jeddah, 2004, p. 48.

14) ابن ماجہ، محمد بن یزید القروینی، سنن ابن ماجہ، باب القرض، حدیث نمبر: 2431

15) احمد بن حنبل، مسند احمد، مؤسسۃ الرسالہ بیروت، طبع ۲۰۰۱ء، حدیث نمبر: 18519

16) الطبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب، ابوالقاسم، المعجم الأوسط طبع دار الحرمین، القاہرۃ، ص: 729/1

17) سنن ابن ماجہ، باب القرض حدیث نمبر: 2430

18) ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، مکتبۃ العصریۃ، بیروت، حدیث نمبر ۱۶۴۱

19) ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، البدایہ والنہایہ، دار الفکر، بیروت، ۱۹۸۶، ص: 3/۲۲۸

20) http://www.bisp.gov.pk/Default.aspx.07/10/2015,07:11 pm

21) http://youth.pmo.gov.pk/Youth-Business-Loan-Scheme.php. 09/10/2015

22 http://youth.pmo.gov.pk/Interest-Free-Loans-Scheme.php. 09/10/2015

23) سورۃ المائدہ: ۵/۲

24) مودودی، ابوالاعلیٰ، سود، اسلامک پبلیکیشنز، 2005ء، لاہور، ص:185

25) جاوید چوہدری، اللہ کے نام پر (کالم) 8 اکتوبر، 2006ء روزنامہ ایکسپریس، اسلام آباد

26) سورۃ النور: 33/24

27) سورۃ الحدید: 7/57

28) قرطبیؒ، ابو عبداللہ محمد بن احمد، احکام القرآن، دار الکتب المصریہ، القاہرۃ، طبع دوم، 1384ھ، ص: 238/17

29) سورۃ التوبہ: 9/34-35

30) سنٹرل زکوۃ ایڈمنسٹریشن بحوالہ، اسلامی معاشیات، عبدالحمید ڈار اور دیگر، علمی کتب خانہ، لاہور، ص: 405-409

31) محمد کامران، محمد ادریس (انٹرویو) بتاریخ 10 اکتوبر، 2015ء

32) شیخ احمد ارشاد، بلاسود بینکاری، مکتبہ تحریک مساوات، کراچی، ص:87

33) محمد اکرام خان، بلاسود بینکاری، مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور، ص:24

34) بلاذری، احمد بن یحییٰ، انساب الاشراف، دار الفکر، بیروت ص: 173/6

35) ابن عساکر، ابوالقاسم علی بن حسن، تاریخ دمشق، دار الفکر، ص: 213/45

36) http://www.pbm.gov.pk/pbmurdu/vds.html 09/10/2015-03.36 pm

37) معین الدین، بنکاری، سنر جی پبلیکیشنز، اسلام آباد، ص:294

38) Muhammad Obaidullah, Dr. Islamic Financial Services, IRTI, Jeddah, P, 101

39) ہندوستان کے مسلمان ماہر معاشیات جنہوں نے اسلامی معاشیات و بینکاری پر گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔

40) آپ کا تعلق بنگلہ دیش سے ہے۔ اقوام متحدہ نے مائیکرو فائنانسنگ میں آپ کی خدمات کو سراہتے ہوئے ۲۰۰۶ء میں آپ کو نوبل انعام دیا۔

41) دنیا بھر میں اپنی نوعیت کی واحد، بلاسود قرض دینے والی پاکستانی تنظیم اخوت کے بانی۔

42) راجہ انور، اور نکلیں گے عشاق کے قافلے (کالم) روزنامہ نئی بات، 25 مئی، 2012ء، لاہور

43) Akhwat Progress Repot up to Sep,30,2015 Retrieved from http:/ www . akhuwat.org.pk/progress_report.asp

44) جاوید چوہدری، یہ معاشرا ابھی مرا نہیں، ڈاکٹر امجد ثاقب، جبران علی، کمبوہ پرنٹر، 2013ء، ص:15

45) مسز شاہدہ پروین، امت مسلمہ کے موجودہ مسائل، درپیش چیلنجز اور تدارک سیرت طیبہ کی روشنی میں، مقالات سیرت، ۲۰۰۷ء، ص: ۱۴/۲

46) ایضاً

****